اسلامیات

باب نمبراول: **سورۃالانشرح، حفظ و ترجمہ**

باب نمبردوم: **اللہ پر ایمان**

سوال: ایمان سے کیا مراد ہے؟ نیز اللہ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ایمان سے مراد ہے مان لینا، دل سے تسلیم کر لینا یعنی حق کو حقیقت جان کر اس پر یقین قائم کر لینا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین رکھا جائے صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

سوال: عقیدۂ توحید سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحید کے معنی اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد، یکتا اور ایک ماننا اور ایک جاننا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا ہے۔

سوال: عقیدۂ توحید کی وجہ سے انسان میں کون کون سی صفات پیدا ہوتی ہیں؟

جواب: عقیدۂ توحید کی وجہ سے مسلمان کے اندر جرات، بہادری، صبر، توکل اور یقین جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ عقیدۂ توحید کے ماننے والوں میں اتحاد، مساوات اور اخوت جیسی خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

اذان، فضیلت و اہمیت

سوال: اذان کے لفظی معنی اور اس کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے یا اعلان کرنے کے ہیں۔ مسلمانوں کی زندگی میں اذان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں موجود مذاہب میں عبادت کے لیے بلانے کے مختلف طریقے ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ اذان منفرد اور یکتا ہے۔ اذان سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی واضح ہوتی ہے، اُس کے رسول ﷺ کی نبوت کی شہادت ملتی ہے، نیز انسان کو اس کی فلاح اور کامرانی کا پیغام دیا جاتا ہے۔

سوال: اذان کی ابتداء کیسے ہوئی؟

جواب: واقعہ معراج کے وقت سے ہی مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہو چکی تھی۔ مگر مکہ مکرمہ میں کفار کے شر کی وجہ سے مسلمان علی الاعلان اور باجماعت نماز ادا نہ کر سکتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نبوی کی تعمیر ہو چکی تو ضرورت پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز باجماعت کے لیے کیسے بلایا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب

میں دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رُو ہو کر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر پکار رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ نے بھی یہی

خواب آ کر سنایا تو آپ ﷺ نے تصدیق فرمائی کہ مجھے وحی کے ذریعے اذان کی تعلیم دی جا چکی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو اذان کے الفاظ تعلیم فرمائے اور اُن کو اذان دینے پر مامور فرمایا۔

نماز، اہمیت و فضیلت اور فرائض

سوال: نماز سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہمیت اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: نماز عربی زبان کے لفظ ''صلوۃ'' کا ترجمہ ہے۔ صلوۃ کے معنی ''دعا'' کے بھی ہیں۔ نماز سے مراد وہ عبادت ہے جس کا دن رات میں پانچ مرتبہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں دیگر عبادات سے بڑھ کر کثرت اور تاکید سے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

نماز کی فضیلت و اہمیت: اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز دوسرا رکن ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے، دُعا مانگنے اور اُس کا قرب حاصل کرنے کا بے مثال ذریعہ بھی ہے۔ **حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:** نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اُس نے گویا پورے دین کو قائم کر دیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اُس نے گویا پورے دین کو چھوڑ دیا۔

نماز پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے اور نہ پڑھنے والا کفر کے قریب ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:
بے شک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

سوال: فرائضِ نماز کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: فرائضِ نماز درج ذیل ہیں:

(i) **تکبیر تحریمہ:** وضو اور نماز کی نیت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر ''اللہ اکبر'' کہنا ''تکبیر تحریمہ'' کہلاتا ہے۔ تکبیر کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنا اور تحریمہ کا مطلب ہے حرام قرار دینا۔

(ii) **قیام و قراءت:** قیام کا مطلب ہے سیدھا کھڑا ہونا۔ نماز میں قیام سے مراد اتنی دیر سیدھا کھڑا ہونا ہے کہ جس میں قرآن کی اتنی قراءت ہو سکے جو فرض ہے۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں امام سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی آیات/سورۃ تلاوت کرتا ہے اسے قراءت کہتے ہیں۔

(iii) **رکوع:** رکوع کے معنی ہیں جھکنا۔ قراءت ختم کر کے اللہ اکبر کہہ کر گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھکنا رکوع کہلاتا ہے۔ سر، گردن اور کمر ایک سیدھ میں زمین کے متوازی ہوتے ہیں اور زبان سے ''سبحان ربی العظیم'' کہہ کر اللہ کی پاکیزگی اور عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے۔

(iv) **سجدہ:** سجدہ کی حالت میں نمازی اپنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر رکھ کر اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو جاتا ہے۔ سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے۔ جس طرح نماز مومن کی معراج ہے اسی طرح سجدہ نماز کی معراج ہے۔

(v) **قعدہ و تشہد:** دوسری اور آخری رکعت میں سجدے کے بعد بیٹھنے کو ''قعدہ'' کہتے ہیں۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھی جاتی ہے۔ تشہد کا مطلب ہے گواہی دینا۔

نماز، جنازہ اور اس کی اہمیت

سوال: نمازِ جنازہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: نمازِ جنازہ جماعت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ سب لوگ امام کے پیچھے قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نمازِ جنازہ کی تکبیریں کہی جاتی

ہیں۔ جن میں ثنا، درودِ پاک اور میّت کی مغفرت کے لیے دعا کر کے سلام پھیرا جاتا ہے۔

سوال: نمازِ جنازہ کی دینی و معاشرتی اہمیت کیا ہے؟

جواب: نمازِ جنازہ ایک اہم عبادت ہے۔ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ نمازِ جنازہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسلمان نہ صرف انتقال کرنے والوں کی دعائے مغفرت میں بلکہ غم زدہ ساتھیوں کے دُکھ سکھ میں بھی برابر کے شریک ہیں۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے سے مسلمانوں میں میت کے وارثوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ باہمی غمگساری سے دوسروں کے دُکھ میں شرکت اور ان کی دل جوئی سے دل کو سکون ملتا ہے۔ نمازِ جنازہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی علامت ہے۔ اس سے آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور اعمال کی جواب دہی کا احساس زندہ ہوتا ہے۔

حج اور اس کی اہمیت

سوال: حج کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کریں۔

جواب: اسلام کے پانچ ارکان میں حج پانچواں رکن ہے۔ حج عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی "اِرادہ" کے ہیں۔ اِرادہ سے مراد سفر کرنے کا ارادہ جو حج کرنے کی غرض سے دنیا بھر کے مسلمان اختیار کرتے ہیں۔ یہ مسلمان عازمینِ حج کہلاتے ہیں۔ سعودی عرب کے شہر مکہ معظّمہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف میں اور دوسرے مقدس مقامات پر حاضری دیتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ حج اسلامی سال کے آخری مہینہ ذوالحج میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی جامع عبادت ہے جو کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ عبادات مناسکِ حج کہلاتی ہیں۔ یہ 8 ذوالحج کی صبح سے شروع ہوتی ہیں اور مسلسل پانچ دن جاری رہتی ہیں اور 12 ذوالحج کی شام کو مکمل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح حج کا مبارک فریضہ ادا ہوتا ہے۔

سوال: حج کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں تحریر کریں۔

جواب: حج مسلمانوں کا عظیم دینی اجتماع ہے۔ یہ ایک عالمگیر اور جامع عبادت ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں اور ایک جیسا لباس زیب تن کر کے فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ حج کی ادائیگی ہر عاقل، بالغ، صاحبِ استطاعت مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **"وللہِ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا"**

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔

دینِ اسلام میں حج کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حج ادا کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ لیکن استطاعت کے باوجود فریضہ حج ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اُس کے لیے کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حج مسلمانوں میں روحانی پاکیزگی حاصل کرنے، زندگی بھر کے گناہ بخشوانے، آئندہ گناہوں سے بچنے اور باہمی اتحاد اور نظم و ضبط پیدا کرنے کا بے مثال ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کے گھر میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

باب نمبر سوم: سیرتِ طیبہ

سوال: صلح حدیبیہ سے کیا مراد ہے؟ اس صلح کا پسِ منظر بیان کیجئے۔

جواب: 6 ہجری میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جو تاریخ میں "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ یہ صلح، حدیبیہ کے مقام پر ہوئی تھی اس لیے اس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔

پس منظر: مسلمان جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ کعبۃ اللہ کی زیارت کو نہ جاسکے تھے۔ 6 ہجری میں آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ انھوں نے اسے غیبی اشارہ سمجھا اور سفرِ مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

آپ ﷺ یکم ذی قعدہ 6 ہجری کو عمرہ کے ارادہ سے چودہ سو صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ معروف راستوں سے ہٹ کر ان جان راستوں پر ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر جا پہنچے۔ مگر قریش مکہ نے مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

سوال: بیعت رضوان کسے کہتے ہیں؟

جواب: رسول اکرم ﷺ کو جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابہؓ سے بیعت لی۔ حضور ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی۔ آپ ﷺ بیعت کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو "بیعت رضوان" کہا جاتا ہے۔

سوال: صلح حدیبیہ کی شرائط کیا تھیں؟

جواب: سہیل ابنِ عمرو کفارِ مکہ میں بڑا عقل مند اور معتبر مانا جاتا تھا۔ اُس نے جو شرائط پیش کیں وہ درج ذیل ہیں:

مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ اگلے سال آئیں اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔

تلوار کے علاوہ کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور تلوار بھی نیام میں رہے گی۔

مکہ مکرمہ میں جو مسلمان ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اُسے نہ روکیں گے۔

اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو اُسے واپس کرنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آیا تو اُسے واپس نہ کیا جائے گا۔

یہ معاہدہ دونوں فریقوں کے درمیان دس سال کے لیے ہوگا۔

فرماں رواؤں کو دعوتِ اسلام

سوال: قیصرِ روم کے نام لکھے گئے خط کا متن تحریر کریں اس خط کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

جواب: اللہ کے بندے اور اُس کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف، اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارا اجر دوبار دے گا۔ اور اگر تم نے رُوگردانی کی تو تم پر اریسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب نہ بنائیں، اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم اپنے میں سے کسی کو رب مانیں۔ پس اگر لوگ رُخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو۔ ہم مسلمان ہیں۔

اس خط کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ ہر کو یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ سچے نبی ہیں۔ مگر وہ اپنے امراء اور مذہبی پیشواؤں کی مخالفت کے ڈر سے اعلانیہ طور پر آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار نہ کر سکا۔

سوال: حبشہ کے بادشاہ اور والئی مصر نے آپ ﷺ کے خطوط پر کس قسم کے جواب دیئے؟

جواب: نجاشی کے پاس جب آپ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا تو اُس نے اُس بابرکت خط کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حبش میں ہی پناہ گزین تھے۔ نجاشی نے اُن کو اپنے پاس بلوایا۔ اور اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ والئی مصر نے حضرت حاطبؓ کی تعظیم کی۔ عزت واحترام کے ساتھ اُنہیں مہمان رکھا۔ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں قیمتی تحائف، غلام، کنزیں اور خچر بھیجے۔

سوال: شاہ ایران نے آپ ﷺ کے خط کو سن کر کیا رویہ اختیار کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: اُس وقت ایران پر خسرو پرویز کی حکمرانی تھی۔ وہ ایک مغرور شہنشاہ تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ کے ایلچی حضرت عبداللہ بن حُذافہؓ آپ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر اُس کے پاس پہنچے تو اُس نے یہ دیکھ کر کہ حضور اکرمؐ کا نام مبارک اُس کے نام سے پہلے لکھا ہوا ہے خط کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس گستاخی کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا جیسے اُس نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد ہی اُس کے اپنے بیٹے شیرویہ نے اُسے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

غزوۂ خیبر

سوال: غزوۂ خیبر کا پسِ منظر کیا تھا؟

جواب: عربی میں ''خیبر'' کا لفظ قلعہ کے معنی میں آتا ہے۔ مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو میل دور شمال کی جانب یہود کے بہت سے جنگی قلعے تھے۔ ان قلعوں کی نسبت سے اس علاقہ کو ''خیبر'' کہتے تھے۔ عرب بھر کے یہودی ان قلعوں میں آکر جمع ہو گئے تھے۔ وہ اسلام سے دشمنی رکھتے تھے۔ وہ ہر صورت میں اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ عرب کے دوسرے مشرک قبائل کو ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے اسلام کو ہمیشہ کے لیے دنیا سے ختم کر دیا جائے۔ حضور ﷺ کو ان کی سازشوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے محرم سن 7 ہجری میں خود اُن کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا اور صلح حدیبیہ میں شامل صحابہ کرامؓ کو ہمراہ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

سوال: فتح خیبر کے اثرات کیا تھے؟

جواب: فتح خیبر کے اثرات:

فتحِ خیبر کے ساتھ ہی یہود کی شرارتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

یہود کی شکست سے دوسرے کفار بالعموم اور کفارِ مکہ بالخصوص ہمیشہ کے لیے مایوس ہو گئے۔

اس طرح خیبر بھی اسلام سلطنت کا حصہ بن گیا۔

فتحِ خیبر سے مسلمانوں کو بہت سامانِ غنیمت حاصل ہوا اور یوں خوش حالی کا دور دورہ شروع ہوا۔

فتحِ خیبر ہی فتح مکہ کا پیشِ خیمہ ثابت ہوئی۔ اُس سے اگلے برس ہی مسلمانوں نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔

خیبر کی فتح سے شام کی طرف سے کسی ناگہانی حملہ کا خطرہ باقی نہ رہا۔

Note: Islamiat work given above will be done as it is on Islamiat school copy. (learn also)

نوٹ: اسلامیات کا کام سکول کی کاپی پر لکھنا اور یاد کرنا ہے۔